قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

# الفضل

لندن

مدیر۔ابوسعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 11 دسمبر 2020ء | 25 ربیع الثانی 1442ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:293


## ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۳﴾ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۴﴾

(الصّف 3-4)

ترجمہ :۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم کیوں وہ کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں۔

## فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

### بے عمل خطیب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج والی رات میں نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبریل؟ انہوں نے بتایا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے وہ خطیب ہیں جو لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے لیکن اپنے آپ کو بھول جاتے۔ حالانکہ وہ خود کتاب کی تلاوت کرتے۔

(مسند احمد بن حنبل)

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

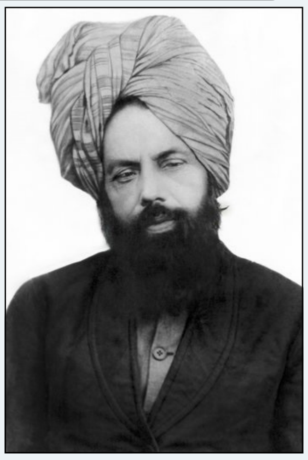

### تین باتوں میں ہمارے واعظ کامل ہونے چاہئیں

یہ امر بہت ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے واعظ تیار ہوں لیکن اگر دوسرے واعظوں اور ان میں کوئی امتیاز نہ ہو تو فضول ہے۔ یہ واعظ اس قسم کے ہونے چاہئیں جو پہلے اپنی اصلاح کریں اور اپنے چلن میں ایک پاک تبدیلی کر کے دکھائیں۔ تا کہ ان کے نیک نمونوں کا اثر دوسروں پر پڑے **عملی حالت کا عمدہ ہونا یہ سب سے بہترین وعظ ہے۔** جو لوگ صرف وعظ کرتے ہیں مگر خود اس پر عمل نہیں کرتے وہ دوسروں پر کوئی اچھا اثر نہیں ڈال سکتے۔ بلکہ اُن کا وعظ بعض اوقات اباحت پھیلانے والا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ سننے والے جب دیکھتے ہیں کہ وعظ کہنے والا خود عمل نہیں کرتا تو وہ ان باتوں کو بالکل خیالی سمجھتے ہیں۔ اس لیے سب سے اوّل جس چیز کی ضرورت واعظ کو ہے وہ اُس کی عملی حالت ہے۔ **دوسری بات** جو اُن واعظوں کے لیے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ان کو صحیح علم اور واقفیت ہمارے عقائد اور مسائل کی ہو۔ جو کچھ ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں اس کو انہوں نے پہلے خود اچھی طرح پر سمجھ لیا ہو اور ناقص اور ادھورا علم نہ رکھتے ہوں کہ مخالفوں کے سامنے شرمندہ ہوں۔ اور جب کسی نے کوئی اعتراض کیا تو گھبرا گئے کہ اب اس کا کیا جواب دیں۔ غرض علم صحیح ہونا ضروری ہے اور **تیسری بات** یہ ہے کہ ایسی قوت اور شجاعت پیدا ہو کہ حق کے طالبوں کے واسطے ان میں زبان اور دل ہو۔ یعنی پوری دلیری اور شجاعت کے ساتھ بغیر کسی قسم کے خوف وہراس کے اظہار حق کے لیے بول سکیں اور حق گوئی کے لیے ان کے دل پر کسی دولتمند کا تمول یا بہادر کی شجاعت یا حاکم کی حکومت کوئی اثر پیدا نہ کر سکے۔ یہ تین چیزیں جب حاصل ہو جائیں تب ہماری جماعت کے واعظ مفید ہو سکتے ہیں۔

یہ شجاعت اور ہمت ایک کشش پیدا کرے گی کہ جس سے دل اس سلسلہ کی طرف کھچے چلے آئیں گے۔ مگر یہ کشش اور جذب دو چیزوں کو چاہتی ہے جن کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی۔ اوّل پورا علم ہو۔ دوم تقویٰ ہو۔ کوئی علم بدُوں تقویٰ کے کام نہیں دیتا ہے۔ اور تقویٰ بدوں علم کے نہیں ہو سکتا۔ سنّت اللہ یہی ہے جب انسان پورا علم حاصل کرتا ہے تو اسے حیا اور شرم بھی دامنگیر ہو جاتی ہے۔ پس ان تینوں باتوں میں ہمارے واعظ کامل ہونے چاہئیں۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 369 تا 370 ۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

## فرمان خلیفہ وقت

اس وقت مَیں میدان عمل میں آنے والے مربیان کے ذہنوں میں جو بعض سوالات آتے ہیں، ان کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ اس کا وہ تذکرہ بھی کر دیتے ہیں یا پوچھتے ہیں ان مربیان اور مبلغین کو تو مَیں بتاتا ہی رہتا ہوں۔ ان کے سوالوں کے جواب دیتا ہوں۔ اس لئے یہاں ذکر ضروری ہے تا کہ جو جماعتی نظام کے عہدیدار ہیں ان کو بھی پتا چل جائے کہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون سے کس طرح انہوں نے کام کرنا ہے۔ یعنی مربیان و مبلغین اور عہدیداروں کا تعاون۔ اس میں خاص طور پر صدران، امراء ہیں کیونکہ بعض دفعہ عہدیداروں کے ساتھ غلط فہمی کی وجہ سے بعض کھچاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ آپس کے تعلقات پوری طرح تعاون کے نہیں رہتے یا یہ احساس ایک فریق میں پیدا ہو جاتا ہے کہ تعاون نہیں ہے۔

مربّیان کے یہ سوال ہوتے ہیں کہ ہمارے کاموں میں صدر جماعت کس حد تک دخل اندازی کرسکتا ہے؟ ہماری کیا حدود ہیں اور ان کی کیا حدود ہیں؟ بعض دفعہ مربی ایک بات کو تربیت کے لحاظ سے بہتر سمجھتا ہے اور بہتر سمجھ کر جماعت میں رائج کرنے کی کوشش کرتا ہے تو صدر جماعت کہتا ہے کہ مَیں نہیں سمجھتا کہ اس کو اس طرح کرنا چاہئے۔ یا بعض صدران اپنے مزاج کے لحاظ سے اور ایک لمبا عرصہ صدر جماعت رہنے کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ جو وہ کہتے ہیں وہ ٹھیک ہے اور مربی کو ان کی مرضی کے مطابق چلنا چاہئے۔ اور پھر بعض دفعہ لوگوں کے سامنے ہی، ایک مجلس کے سامنے مربی سے ایسے انداز میں جواب طلبی کرتے اور بات کرتے ہیں جو نہیں کرنی چاہئے۔ اور نوجوان مربی اس بات پر پھر پریشان ہوتے ہیں یا برا مناتے ہیں یا سُبکی محسوس کرتے ہیں یا ہوسکتا ہے کہ آگے سے کوئی جواب بھی دے دیں۔ مربیان کو پہلی بات تو یہ یاد رکھنی چاہئے کہ انہوں نے انتظامی لحاظ سے جو بھی ان پر مقرر کیا گیا ہے اس کی اطاعت کرنی ہے اور اپنی اطاعت کا نمونہ دکھانا ہے اور اگر ایسے حالات پیدا ہوں تو خاموش رہنا ہے، تا کہ افراد جماعت پر کسی قسم کا منفی اثر نہ پڑے اور

بقیہ صفحہ 3 پر

### اس شمارہ میں


- دربارِ خلافت
- خلافت دائمی نعمت ہے منہاج نبوت پر (منظوم)
- ’’ہوں بندہ مگر میں خدا چاہتا ہوں‘‘
- میرے والد محترم رانا عبدالحکیم خاں کاٹھگڑھی

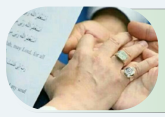

## دربارِ خلافت

# حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کے متعلق
## حضرت مصلح موعودؓ کے بیان فرمودہ بعض واقعات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت مصلح موعودؓ کے حوالہ سے ہی مزید بیان فرماتے ہیں:۔

ایک ترک سفیر ایک دفعہ قادیان آیا۔ اس کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’آج سے کئی سال پہلے جب بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام زندہ تھے ایک ترکی سفیر یہاں آیا۔ ترکی حکومت کو مضبوط بنانے کے لئے اس نے مسلمانوں سے بہت سا چندہ لیا اور جب اس نے جماعت احمدیہ کا ذکر سنا تو قادیان بھی آیا۔ حسین کامی اس کا نام تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس کی گفتگو ہوئی۔ اس کا خیال تھا کہ مجھے یہاں سے زیادہ مدد ملے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا وہ احترام کیا جو ایک مہمان کا کرنا چاہئے۔ پھر مذہبی گفتگو بھی ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے کچھ نصائح کیں کہ دیانت و امانت پر قائم رہنا چاہئے۔ لوگوں پر ظلم نہیں کرنا چاہئے۔ (یہی آجکل مسلمان لیڈروں کے لئے مسلمان ملکوں میں ضروری ہے) اور فرمایا کہ رومی سلطنت ایسے ہی لوگوں کی شامت اعمال سے خطرے میں ہے کیونکہ وہ لوگ جو سلطنت کی اہم خدمات پر مامور ہیں اپنی خدمات کو دیانت سے ادا نہیں کرتے اور سلطنت کے سچے خیر خواہ نہیں بلکہ اپنی طرح طرح کی خیانتوں سے اسلامی سلطنت کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ سلطان روم (جو ترکی کا بادشاہ تھا یا اس وقت خلافت کہلاتی تھی) کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں ہے اور میں کشفی طریق سے اس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں اور ترکی گورنمنٹ کے شیرازے میں ایسے دھاگے ہیں جو وقت پر ٹوٹنے والے اور غداری کی سرشت ظاہر کرنے والے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب یہ نصیحتیں کیں تو اس سفیر کو بہت بُری لگیں کیونکہ وہ اس خیال کے ماتحت آیا تھا کہ میں سفیر ہوں اور یہ لوگ میرے ہاتھ چُومیں گے اور میری کسی بات کا انکار نہیں کریں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اس سے یہ کڑوی کڑوی باتیں کیں کہ تم حکومت سے بڑی بڑی تنخواہیں وصول کر کے اس کی غداری کرتے ہو۔ تمہیں تقویٰ و طہارت سے کام لے کر اسلامی حکومت کو مضبوط کرنا چاہئے تو وہ یہاں سے بڑے غصے میں گیا اور اس نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ اسلامی حکومت کی ہتک کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ ترکی حکومت میں بعض کچے دھاگے ہیں۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) مسلمان عام طور پر دین سے محبت رکھتے ہیں مگر افسوس کہ مولوی انہیں کسی بات پر صحیح طرح غور کرنے نہیں دیتے۔ یہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ عوام الناس اپنے دلوں میں خدا کا خوف رکھتے اور سچائی سے پیار کرتے ہیں مگر مشکل یہ ہے کہ مولوی انہیں کسی بات پر غور کرنے نہیں دیتے اور جھٹ اشتعال دلا دیتے ہیں۔ اس موقع پر بھی مولویوں نے عام شور مچا دیا کہ ترکی کی حکومت جو محافظ حرمین شریفین ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی ہتک کی ہے۔ جب یہ شور بلند ہوا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے جواب میں لکھا کہ تم یہ کہتے ہو کہ ترکی کی حکومت مکّہ اور مدینہ کی حفاظت کرتی ہے۔ مگر مَیں سمجھتا ہوں کہ ترکی کی حکومت چیز ہی کیا ہے کہ وہ مکّہ اور مدینہ کی حفاظت کرے۔ مکّہ اور مدینہ تو خود ترکی کی حکومت کی حفاظت کر رہے ہیں۔ (یہ بیان کر کے پھر آپ نے فرمایا کہ) جس شخص کے دل میں مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے متعلق اتنی غیرت ہو اس کے ماننے والوں کے متعلق کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بج جائے تو وہ خوش ہوں۔ ہم تو یہ بھی برداشت نہیں کر سکتے کہ تسلیم کیا جائے کہ حقیقی طور پر مکہ اور مدینہ کی کوئی حکومت حفاظت کر رہی ہے۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ عرش سے خدا مکّہ اور مدینہ کی حفاظت کر رہا ہے۔ کوئی انسان ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ ہاں ظاہری طور پر ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی دشمن ان مقدس مقامات پر حملہ کرے تو اس وقت انسانی ہاتھ کو بھی حفاظت کے لئے بڑھایا جائے لیکن اگر خدانخواستہ کبھی ایسا موقع آئے تو اس وقت دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ حفاظت کے متعلق جو ذمہ داری خدا تعالیٰ نے انسانوں پر عائد کی ہے اس کے ماتحت جماعت احمدیہ کس طرح سب لوگوں سے زیادہ قربانی کرتی ہے۔ ہم ان مقامات کو مقدس ترین مقامات سمجھتے ہیں۔ ہم ان مقامات کو خدا تعالیٰ کے جلال کے ظہور کی جگہ سمجھتے ہیں اور ہم اپنی عزیز ترین چیزوں کو ان کی حفاظت کے لئے قربان کرنا سعادت دارین سمجھتے ہیں اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ جو شخص ترچھی نگاہ سے مکّہ کی طرف ایک دفعہ بھی دیکھے گا خدا اس شخص کو اندھا کر دے گا اور اگر خدا تعالیٰ نے کبھی یہ کام انسانوں سے لیا تو جو ہاتھ اس بدبیں آنکھ پھوڑنے کے لئے آگے بڑھیں گے ان میں ہمارا ہاتھ خدا تعالیٰ کے فضل سے سب سے آگے ہوگا۔‘‘

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 16 صفحہ 547تا549۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 30 اگست 1935ء)

(خطبہ جمعہ 27/ فروری 2015ء بحوالہ الاسلام)

# خلافت دائمی نعمت ہے منہاج نبوت پر

انہیں زعمِ تفاخر ہے زر و مال و حکومت پر
ہمیں شرفِ فضیلت ہے کہ مرتے ہیں خلافت پر

زہے قسمت ہمارے سر پہ سایہ ہے امامت کا
ہمیں وہ لوگ ہیں جن کا یقیں پختہ خلافت پر

یہ اس کا فضل و احساں ہے یہ اس کی مہربانی ہے
یہ خاص الخاص رحمت ہے جو اس نے کی جماعت پر

بہ فیضِ نصرتِ ایزد ہوئی ہم کو عطا بہجت
کیا شاداں ہمیں اس نے عظیم الشان نعمت پر

بشارت دی مسیحائے زماں نے الوصیت میں
عزیزو غم نہ کرنا تم مری دنیا سے رخصت پر

مرا جانا ہی لازم ہے مگر غمگیں مت ہونا
خدا تم کو سکینت دے کے لائے گا خلافت پر

تمہارے خوف کو وہ امن میں تبدیل کر دے گا
خلافت ایک مرہم ہے دلِ زخمیدہ صورت پر

خدا کا شکر واجب ہے کریں حمد و ثنا اس کی
جھکیں اس آستانے پر جھکیں اس کی عنایت پر

نبوّت قدرتِ اول خلافت قدرتِ ثانی
یہ دونوں قدرتیں شاہد ہیں مہدی کی صداقت پر

خلافت منبع خیر و عمل رشد و ہدایت ہے
خلافت دائمی نعمت ہے منہاج نبوت پر

کہاں ہوگا جہاں میں اور کوئی ہم سا خوش قسمت
کہ خود کو بیچ ڈالا ہے ترے دستِ امامت پر

ترا ہر بول شیریں ہے ترا ہر لفظ خوشبو ہے
ملائک وجد کرتے ہیں ترے حسنِ خطابت پر

(ڈاکٹر عبد الکریم خالد)

مرسلہ: عبدالباسط شاہد (یو کے)

# ’’ہوں بندہ مگر میں خدا چاہتا ہوں‘‘

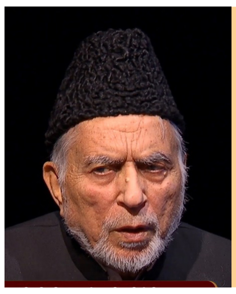

انسانی پیدائش کا مقصد خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کے قرب کا حصول ہے۔سلسلہ احمدیہ کے قیام کی بھی یہی غرض ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کیلئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلاوے۔

(روحانی خزائن جلد 3 -ازالہ اوہام صفحہ 562)

سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہونے کے شرائط میں یہ شرط بھی شامل ہے کہ ہر حال رنج و راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلاء میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضاء ہو گا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اس کی راہ میں تیار رہے گا۔

(اشتہار تکمیل تبلیغ 12 جنوری 1889ء)

حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمدؓ سے ایک دوست کو جو اپنی فطری سعادت کی وجہ سے جماعت میں شمولیت کی سعادت حاصل کر رہے تھے نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں

تقویٰ اللہ کو اپنا شعار بنائیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت سب دکھوں اور تکلیفوں اور جسمانی و روحانی بیماریوں کا علاج ہے۔

اس بنیادی مقصد کے حصول کی تلقین کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں

’’اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ کی منشاء اور مرضی کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ نے ایک جماعت قائم کی۔ خدا کے بندوں کو اس کی طرف بلایا اور جمع کیا تا وہ اللہ تعالیٰ کے خدمت گزار بندے بن جائیں۔ ہم لوگ بھی اس کی جماعت میں اسی لئے داخل ہوئے ہیں کہ ہم خدا کے خدمت گزار بندوں میں شامل ہوں۔ لیکن اس خدمت گزاری کیلئے کچھ شرائط ہیں۔ اگر وہ شرائط پوری نہ کی جائیں اور ان پر نہ چلا جائے تو پھر صرف خدمت گزار کہلانے سے تو کچھ فائدہ نہیں حاصل ہو گا۔ جب تک ان شرائط کو پورا نہ کیا جائے تب تک ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ دیکھو سکول میں داخل ہونے سے ایک شخص طالب علم تو کہلا سکے گا لیکن اگر وہ داخل ہونے کی غرض کو مدنظر نہ رکھے گا اور علم کے حصول کی کوشش نہ کرے گا تو اسے صرف طالب علم کہلانے سے اور سکول میں داخل ہو جانے سے علم نہیں حاصل ہو جائے گا اور نہ وہ عالم کہلائے گا۔ بہت سے لڑکے ہوتے ہیں جو کہلاتے تو طالب علم ہیں لیکن سارا وقت بجائے علم کے حصول کے جہالت کے حصول میں خرچ کر دیتے ہیں۔ کیا وہ صرف طالب علم کہلانے یا سکول میں داخل ہونے سے عالم کہلانے کے امیدوار ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی ایک مدرسہ میں داخل ہوئے ہیں جس میں داخل ہونے کی غرض محض یہی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے خدمت گزار غلام بن جائیں اور اس کا قرب حاصل ہو۔ مگر صرف اس مدرسہ میں ہمارا داخل ہونا ہمیں کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ جب تک ہماری کوششیں اس غرض کے حصول کیلئے انتہائی نقطہ پر نہ پہنچ جائیں اور جب تک ہم پورے طور پر جدوجہد نہ کریں تب تک ہم سچے طور پر خدا کے غلام کہلانے کے مستحق نہیں ہو سکتے۔‘‘

(الفضل 22 فروری 1927ء)

خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے فوائد وثمرات بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

’’ہماری جماعت کے لوگوں کو اپنے اندر روحانی دروازے اور کھڑکیاں کھولنی چاہئیں تا ان کے ظاہر کے ساتھ باطن مل جائے اور جب یہ حالت پیدا ہو جائے تو ایسا انسان ہر چیز پر غالب آ جاتا ہے اور کہیں کا کہیں جا پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا کفیل ہو جاتا ہے اور یہی وہ اصل روحانی مقام ہے جس کیلئے ہر مومن کو کوشش کرنی چاہئے اور جب تک یہ حالت پیدا نہ ہو ایمان کامل نہیں ہوتا۔ ہمیں اپنے آپ کو احمدیت کا عمدہ پھل بنانا چاہئے۔‘‘

(الفضل 17جون 1946ء)

جماعت کی روحانی ترقی کیلئے محبت الٰہی کے حصول کی طرف نہایت دردمندی سے توجہ دلاتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں:

’’مجھے تمہاری حالتوں کو دیکھ کر جنون کی سی حالت ہو جاتی ہے۔ ایک چھوٹا بچہ جنگل میں اپنی ماں سے جدا نہیں ہوتا۔ میں بھی تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اس خدا سے جو ماں سے بھی زیادہ محبت کرنے والا ہے تم جدا نہ ہو۔ میں نے آدھی دنیا کا سفر کیا ہے اور پھر دیکھا ہے کہ ہر جگہ تمہاری مخالفت ہو رہی ہے۔ نہ کسی ملک میں تمہاری جانیں محفوظ ہیں نہ تمہارے مال محفوظ ہیں۔ کوئی چیز تمہاری حفاظت اور پناہ کا موجب نہیں ہو سکتی۔ صرف ایک ہی دروازہ ہے جہاں تم کو پناہ مل سکتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی گود ہے جو ماں باپ سے بھی زیادہ حفاظت کی جگہ ہے۔ میں اپنے جسم کو طاقتوں سے خالی پاتا ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ اگر تم میری اس نصیحت کو مانو گے تو ہر ایک زمانہ میں اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے گا۔ لڑائیوں، جھگڑوں کو چھوڑ دو۔ اپنے معاملات کو درست کرو۔ دنیا کی کسی چیز کو اپنا خدا نہ بناؤ۔ آج دنیا میں کسی جگہ بھی حقیقی پرستش خدا تعالیٰ کی نہیں ہو رہی۔ پس تم بھی اپنی سستیوں اور غفلتوں کی وجہ سے اپنے آپ کو اس کے عذابوں کا مستحق نہ بناؤ۔ جس خدمت کو تم نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے اس کو پوری توجہ سے سرانجام دو۔‘‘

(الفضل 20دسمبر 1922ء)

راضی رہو خدا کی قضا پر ہمیش تم
لب پہ نہ آئے حرف شکایت خدا کرے
تم ہو خدا کے ساتھ، خدا ہو تمہارے ساتھ
ہوں تم سے ایسے وقت میں رخصت خدا کرے

## بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

جماعت میں کوئی بے چینی پیدا نہ ہو۔ اگر کوئی زیادتی کی بات ہے تو اپنے نیشنل امیر، صدر کو بتائیں یا مرکز میں بتائیں۔ مجھے بھی لکھ سکتے ہیں۔ اسی طرح صدران اور امراء سے بھی مَیں یہ کہتا ہوں کہ مربیان کی عزت و احترام قائم کرنا ان کا کام ہے اور کسی بھی جماعت میں سب سے زیادہ مربی کی عزت و احترام کرنے والا اور تعاون کے ساتھ اور مشورے کے ساتھ چلنے والا صدر جماعت اور امیر جماعت کو ہونا چاہئے۔ اور اسی طرح باقی عہدیداران بھی اپنے اپنے دائرے میں مربی کے ساتھ تعاون کرنے والے ہوں۔ اور مربی بھی کامل عاجزی اور تقویٰ کے ساتھ صدر جماعت یا امیر جماعت سے بھرپور تعاون کرے۔

مقصد تو ہمارا ایک ہے کہ افراد جماعت کی تعلیم و تربیت، نظام جماعت کا احترام قائم کرنا، خلافت سے وابستگی پیدا کرنا اور توحید کا قیام کرنا۔ اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں پھیلانا۔ اس میں حدود اور اختیارات کا کیا سوال ہے۔ آپس میں ایک ہو کر کام کرنا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 10/ مارچ 2017ء بحوالہ الاسلام)

## آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوءُ لَكَ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ

(صحیح بخاری کِتَابُ الدَّعَوَاتِ بَابُ أَفْضَلِ الِاسْتِغْفَارِ حدیث نمبر 6306)

ترجمہ: اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا ہی بندہ ہوں میں اپنی طاقت کے مطابق تجھ سے کئے ہوئے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں۔ ان بری حرکتوں کے عذاب سے جو میں نے کی ہیں تیری پناہ مانگتا ہوں مجھ پر نعمتیں تیری ہیں اس کا اقرار کرتا ہوں۔ میری مغفرت کر دے کہ تیرے سوا اور کوئی بھی گناہ نہیں معاف کرتا۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ بالا کلمات کو ’’سید الاستغفار‘‘ (مغفرت مانگنے کے سب کلمات کا سردار) فرمایا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے دل سے ان کو کہہ لیا اور شام ہونے سے قبل اسی دن وہ وفات پا گیا تو وہ جنتی ہے۔ اور جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے رات میں ان کو پڑھ لیا اور پھر صبح ہونے سے پہلے وہ وفات پا گیا تو وہ جنتی ہے۔

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

مرسلہ: رانا مبین کاشف خاں ایڈووکیٹ

# میرے والد محترم رانا عبدالحکیم خاں کاٹھگڑھی

میرے والد محترم دسمبر 1930ء میں کاٹھگڑھ ضلع ہوشیار پور انڈیا میں حضرت حاجی چوہدری عبدالحمید خاں صاحب کاٹھگڑھی رفیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر محترمہ نیاز بیگم صاحبہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ آپ کے 5 بھائی اور 6 بہنیں تھیں۔ بھائیوں میں سے آپ چوتھے نمبر پر تھے۔ آپ نے تعلیم کاٹھگڑھ سے ہی حاصل کی۔ آپ میٹرک میں تھے کہ پارٹیشن پاک و ہند کا وقت آ گیا جس کی وجہ سے آپ میٹرک کا امتحان نہ دے سکے۔ الحمدللہ آپ شروع سے ہونہار تھے پارٹیشن کے مشکل حالات میں آپ اپنے خاندان کے ساتھ پاکستان پہنچے۔ راستے میں آپ کی دادی جان کی وفات ہوگئی۔جن کی تدفین راہوں انڈیا میں ہوئی۔ لاہور پہنچنے کے بعد آپ کے دادا جان محترم چوہدری غلام نبی خاں صاحب کی وفات ہوگئی۔ ان کی تدفین لاہور میں ہوئی۔

محترم دادا جان کے ہمراہ لکی نو ضلع جھنگ میں آباد ہوئے۔ کچھ عرصہ کے بعد دادا جان اور دادا جان کے چچا زاد اور خالہ زاد بھائی چوہدری عبدالرحیم خاں صاحب رئیس آف کاٹھگڑھ کی محنت اور کوشش سے چک نمبر 2 ٹی ڈی اے ضلع خوشاب میں ہماری ساری فیملی کو زمین الاٹ ہوگئی۔ تقریباً 120 ایکٹر اراضی دادا جان اور ان کے بچوں اور نواسوں کو الاٹ ہوئی۔ ہر فرد کو 15 ایکٹر کی ایک مستطیل الاٹ ہوئی۔جس کی کچھ رقم گورنمنٹ کو ادا کرنی تھی۔ زمین کی آباد کاری میں سارا خاندان مصروف ہوگیا۔

ہجرت کے بعد گھر، ذریعہ معاش،اور دوسری کوئی بھی بنیادی سہولیات میسر نہ تھیں۔جبکہ کاٹھگڑھ ہوشیار پور انڈیا میں آپ سب سہولیات سے آراستہ گھر اور جائیدادیں ، کاروبار اور سب کچھ چھوڑ کر پاکستان آئے تھے۔ ان حالات میں پورے خاندان کو از سر نو زندگی کا آغاز کرنا پڑا۔ اس بے سرو سامانی کے حالات میں بڑی مشکل سے گزر بسر ہو رہی تھی۔محترم دادا جان نے والد صاحب کو جھنگ پٹوار سکول میں داخل کروا دیا۔محترم والد صاحب نے بڑی محنت سے پٹوار کورس مکمل کیا اور آپ کی تقرری بطور پٹواری مال ضلع جھنگ میں ہوگئی۔محترم والد صاحب بیان کرتے تھے کہ میری پہلی تنخواہ صرف 36 روپے تھی۔ میں اپنے گزارا کی رقم رکھ کر ساری تنخواہ والدین ( حضرت دادا جان اور دادی جان ) کو دے آتا تھا۔ اس رقم سے والد صاحب زمین کی اقساط ادا کرتے تھے۔ وقت گزرتا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے حالات بہتر کر دیئے۔ 30جون 1959ء کو محترمہ دادی جان نیاز بیگم صاحبہ کی وفات چک نمبر 2ٹی ڈی اے ضلع خوشاب میں ہوئی تھی۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ آپ ایک نہایت سلیقہ شعار، مہمان نواز، دعا گو اور صائب الرئے، خدا ترس اور شفیق خاتون تھیں۔محترم والد صاحب نے ہمیشہ اپنی والدہ کو دعا دی اور یہ کہا میری ماں نے مجھے یہ سکھایا۔ اللہ ان پر رحم کرے۔ آمین۔

والد صاحب کی شادی محترمہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ بنت چوہدری عبداللہ خاں صاحب کاٹھگڑھی کے ساتھ مورخہ 24.07.1957 کو چک نمبر 2 ٹی ڈی اے ضلع خوشاب میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو میری بڑی والدہ محترمہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کے بطن سے ایک بیٹی اور 2 بیٹوں سے نوازا۔ والد صاحب کچھ سالوں کے بعد کسوآنہ ضلع جھنگ میں اپنی فیملی کو ساتھ لے گئے۔ وہاں پر میری بڑی والدہ محترمہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کی مختصر علالت کے بعد مؤرخہ 21.09.1970 کو وفات ہوگئی۔ آپ نے چھوٹی عمر میں نظام وصیت کے بابرکت نظام میں شمولیت اختیار کر لی تھی۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ آپ بہت ساری خوبیوں کی مالک تھیں۔ محترم والد صاحب ہمیشہ آپ کی سیرت کے نمایاں پہلو دعا گو، صابرۃ، سلیقہ شعار، مہمان نواز اور عبادت گزار ہونے کا ذکر کیا کرتے تھے۔

بچے ابھی چھوٹے تھے اور والد صاحب کی عمر بھی 40 سال تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں صورت حال لکھ کر مشورہ کی درخواست کی تو حضور انور رحمہ اللہ نے از راہ شفقت فرمایا کہ بہتر ہے کہ بچوں کی خالہ سے شادی ہو جائے۔ اس ارشاد کی تعمیل میں محترم نانا جان نے اپنی دوسری بیٹی محترمہ آصفہ فرحت صاحبہ کا رشتہ کر دیا اور مؤرخہ 14.11.1972 کو دوسری شادی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے بطن سے ایک بیٹی اور 3 بیٹوں سے نوازا۔حضور انور رحمہ اللہ کے ارشاد کی تعمیل کی برکت سے انتہائی پیار و محبت سے فیملی پروان چڑھی۔ جوانی کی عمر تک پہنچنے میں ہمیں یہ علم نہ تھا کہ والد صاحب کی اولاد 2 بیویوں سے ہے۔ اس میں میری والدہ محترمہ نے بھی اپنا بہترین کردار نبھایا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو کثیر اولاد سے نوازا جس میں دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے شامل ہیں۔ بڑی بیٹی محترمہ امۃ الشافی صاحبہ زوجہ رانا نعیم احمد صاحب آف چک نمبر 88 ج ب فیصل آباد حال مقیم ربوہ، دوسری بیٹی محترمہ شائستہ انجم صاحبہ اہلیہ محمد بوٹا صاحب آف ڈوگری گھمناں سیالکوٹ حال مقیم ربوہ ہیں۔ بیٹوں میں بڑے بیٹے محترم رانا ممتاز احمد خاں صاحب سابق صدر جماعت بون جرمنی حال مقیم جرمنی ، محترم رانا سعید ناصر خاں صاحب حال مقیم یو کے ، خاکسار رانا مبین کاشف خاں ایڈووکیٹ کارکن دار القضاء صدر انجمن احمدیہ ربوہ ، ممبر عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ، عزیزم رانا نوید احمد خاں صاحب (پی ایچ ڈی ۔ ریسرچ اسسٹنٹ صدر جماعت کوٹ بُس جرمنی حال مقیم جرمنی )،عزیزم رانا منیب احمد خاں صاحب ماسٹر ان پروجیکٹ مینجمنٹ لندن حال مقیم لندن سابق زعیم خدام الاحمدیہ دار العلوم شرقی نور۔ ربوہ ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپکی اہلیہ محترمہ اور آپ کے سب بیٹے بیٹیوں کو نظام وصیت میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

والد صاحب محترم کی سروس ضلع جھنگ میں تھی۔ اس لیے والد صاحب بڑی والدہ کی وفات کے بعد اپنے غیر از جماعت کزن رانا عبدالغفور خاں صاحب کے پاس گڑھ موڑ ضلع جھنگ میں شفٹ ہوگئے۔ چچا جان رانا عبدالغفور خاں صاحب کی والدہ محترمہ نواب بی بی صاحبہ حیات تھیں انہوں نے والد صاحب کو اپنے بیٹوں کی طرح رکھا۔ گھر کے دو بیڈ روم تھے ۔ ایک چچا جان کے پاس اور دوسرا والد صاحب کے پاس تھا۔ وہاں تقریبا 11

، 12 سال کا عرصہ گزارا۔ وہاں نماز سنٹر بنایا، جماعتی مہمانان اور مربیان بھی جاتے تھے۔ 1974ء کے نامساعد حالات میں وہیں مقیم تھے چچا جان مرحوم نے سیسہ پلائی دیوار کی طرح ان حالات میں استقامت دکھائی۔محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی کو ان کی طرف آنکھ اٹھانے کی جسارت نہ ہوئی۔

محترم والد صاحب پیدائشی احمدی ، موصی ، باعمل ، دلیر ، باہمت نڈر انسان تھے۔ آپ نافع الناس ، خدمت خلق اور مہمان نوازی کے جذبہ سے سرشار تھے ۔ آپ صائب الرائے اور صاحب فراست اور زیرک انسان تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بارعب شخصیت کے ساتھ گرج دار اور بااثر آواز سے بھی نوازا تھا۔ آپ خوش اخلاق، خوش لباس، دراز قد اور وجیہہ انسان تھے۔آپ ایک پر جوش اور باثمر داعی الی اللہ تھے۔

کیونکہ آپ کی ساری ملازمت ضلع جھنگ میں ہی رہی اور عارضی رہائش چچا جان عبدالغفور خاں صاحب کے پاس تھی۔ اس لیے 1981ء میں والد صاحب نے گڑھ موڑ ضلع جھنگ میں دو کنال زمین خرید کر اپنا مکان تعمیر کیا۔ اور وہاں شفٹ ہوگئے۔ گڑھ موڑ ضلع جھنگ میں ہمارا احمدیوں کا اکیلا مستقل گھر تھا۔ اسکے علاوہ عارضی طور پر کچھ احمدی احباب ملازمت کے سلسلہ میں اور کاروبار کے سلسلہ میں گڑھ موڑ مقیم ہوئے۔ اس طرح باقاعدہ جماعت کا قیام ہوا۔ نماز سنٹر بھی قائم تھا۔ والد صاحب نے ایک کنال جگہ میں ڈیرہ بنایا ہوا تھا۔ جہاں پر مہمانوں کے ٹھہرنے کے لیے جگہ اور دیگر انتظام موجود تھا۔ والد صاحب پٹواری مال تھے نیز آپ اپنے کام میں مہارت اور عبور کی وجہ سے علاقہ میں نمایاں تھے اور آپ بے لوث خدمت کے جذبہ سے سرشار تھے اس وجہ سے بے شمار غیر از جماعت لوگ تقسیم جائیداد، لین دین اور وراثت کے مسائل کے مشورہ کے لیے آپ کے پاس بڑی تعداد میں آتے تھے۔ ان کی موسم کے مطابق مہمان نوازی بھی کی جاتی تھی۔ اسی طرح جماعتی نمائندگان بھی کثیر تعداد میں تشریف لاتے تھے ۔ ان سب کی بھرپور مہمان نوازی کا موقع بھی ملتا رہا۔

میں نے محترم والد صاحب کو حضرت دادا جان کی یہ بات بار بار دہراتے ہوئے سنا کہ یہاں جگہ لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جھنڈا لگاؤ۔ ان کے ارشاد کی تعمیل میں پھر یہ جگہ میں نے خریدی تھی۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مہمان خانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مہمان نوازی میں والد

صاحب نے مہمان خانہ کی مثال قائم کی ہوئی تھی۔ مہمانوں کے لیے 20 چار پائیاں تیار کر کے رکھی ہوئی تھیں اور 20 بستر موسم گرما اور 20 بستر موسم سرما کے تیار کر کے مہمانوں کے لیے رکھے ہوئے تھے۔ 50 من سے زائد گندم ہر سال گھر میں سٹور کی جاتی تھی۔ اس کے پکانے کے لیے لکڑیوں کا ایندھن اکٹھا کر کے رکھا جاتا تھا۔ روٹی پکانے کے لیے بڑے توے کا انتظام تھا جس پر ایک وقت میں 4 یا 5 روٹیاں پک سکتی تھیں۔ اس پر روزانہ 3 وقت روٹیاں پکائی جاتی تھیں۔

حضرت داد جان چوہدری عبدالحمید خاں صاحب کا ٹھگڑھی رفیق حضرت مسیح موعود علیہ السلام محترم والد صاحب کے پاس گڑھ موڑ تشریف لے آئے۔ محترم داد جان نے وہاں آ کر بہت خوشنودی کا اظہار کیا اور حضرت داد جان محترم والد صاحب سے بہت خوش تھے کہ انہوں نے میری ہر کام میں اطاعت کی اور اپنی آواز میں یہ پیغام ریکارڈ کروایا نیز محترم والد صاحب کو بہت ساری دعاؤں سے نوازا۔ آپؓ کی وفات 18 اپریل 1985ء کو گڑھ موڑ ضلع جھنگ میں ہوئی۔ آپ کا جنازہ گڑھ موڑ ضلع جھنگ میں پڑھایا گیا تو غیر از جماعت لوگوں کی کثیر تعداد نے اس میں شرکت کی۔ اس کے بعد آپ کا جسد خاکی ربوہ لایا گیا اور مسجد مبارک میں جنازہ ہونے کے بعد آپ کی تدفین قطعہ صحابہ بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں عمل میں آئی۔

محترم والد صاحب نے ہمیشہ اپنے عمل سے ہمیں احمدیت کی تعلیم دی۔ بارہا میں نے آپ سے غیر از جماعت دوستوں کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں احمدیت کا نشان ہوں۔ میں آپ کے درمیان میں اتنے عرصہ سے رہ رہا ہوں۔ بتاؤ میں نے کبھی کسی کا کوئی حق مارا ہو، کسی کو دکھ دیا ہو یا کسی سے زیادتی کی ہو؟ یا میرے بچوں نے آپ سے کبھی زیادتی کی ہو؟ یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور احمدیت کی سچائی کا ثبوت ہے۔ ورنہ میری راجپوت برادری اور بھی یہاں موجود ہے وہ یہ سب کچھ بڑے فخر سے کر لیتے ہیں۔

آپ نے احمدیت کی تعلیم کو عملی شکل میں رائج کرنے کے لیے جہاد کیا۔ ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔ میرے بڑے بھائی کی شادی 1989ء میں ہوئی۔ شادی کے وقت چچا جان مکرم عبدالغفور خاں صاحب اور دادی جان مکرمہ نواب بی بی صاحبہ جن کا اوپر ذکر کیا ہے کہ وہ غیر از جماعت تھے اور انہوں نے بے انتہا قربانیاں دی تھیں، انہوں نے اصرار کیا کہ خوشی کا موقع ہے اس پر ہمیں ڈھول اور بینڈ باجے بجانے ہیں بلکہ بینڈ باجوں والوں کو بلوا لیا۔ یہ ایک انتہائی مشکل وقت تھا کیونکہ دادی جان کی بات کو نہ ماننا ناممکن تھا۔ ہم سب بھی کافی پریشان تھے کہ اب کیا ہوگا۔ والد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے کمال حوصلہ اور فراست دی تھی۔ آپ نے بینڈ باجے والوں کو جا کر کہا کہ آپ نے باجے بجا کر پیسے لینے ہیں اگر میں آپ کو ویسے ہی رقم دے دوں؟ پس ان کو رقم دے کر واپس بھجوا دیا۔ اس پر دادی جان ناراض ہوگئیں کہ آپ نے ہماری اتنی سی بات نہیں مانی۔ اس پر آپ نے نہایت ادب سے عرض کی کہ یہ میرے ایمان کی بات ہے، میں یہ نہیں کرسکتا۔ تھوڑی ناراضگی کے بعد ان کو منا لیا۔

چونکہ اپنا ملکیتی زرعی رقبہ خوشاب میں تھا اور گڑھ موڑ میں اپنی زرعی زمین نہ تھی تو ایک دوست سے ٹھیکہ پر 5 ایکڑ اراضی لے کر مزارع سے کاشت کرواتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی میں اس قدر برکت رکھ دی تھی کہ سارے معاملات بااحسن وخوبی چلتے رہے۔ اس عرصہ میں جو بھی مہمان آیا اس کی خوب خاطر مدارات کیں۔ بلکہ جس دن مہمان نہ آتا تھا تو فکر کرتے تھے اور مکرم دادا جان کی یہ بات یاد کرتے تھے کہ جس دن مہمان نہ آئے اس دن یہ سوچو کہ کیا گناہ ہوا ہے کیونکہ مہمان تو رحمت ہوتا ہے۔ مہمان کو کھانا بھجوانے سے پہلے آپ خود کھانا نہیں کھاتے تھے۔ ہم میں سے ایک بھائی کی ڈیوٹی ہوتی تھی کہ جب تک مہمان کھانا ختم نہیں کر لیتا ہم نے اس کے پاس بیٹھ کر اس سے دریافت کرنا ہے کہ کچھ مزید چاہیے؟ نہ صرف دریافت کرنا ہے بلکہ یہ دیکھنا ہے کہ مہمان کے پاس روٹی ختم نہیں ہونی چاہیے کیونکہ والد صاحب کا خیال تھا کہ بعض مہمان شرم محسوس کرتے ہیں کہ بتائیں کہ کچھ اور چاہیے یا نہیں۔

میری والدہ صاحبہ اور ہمشیرگان کو اکثر یہ نصیحت کرتے کہ سالن بناتے وقت اس میں مزید پانی شامل کر کے شوربہ بنالیں اور ضرورت مند ہمسائیوں کو ضرور دیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے گھر سے روزانہ تین، چار گھر سالن لے کر جاتے تھے۔ آپ ہر سال میری والدہ کو تقریباً 1 من کچے آم لا کر دیتے اور اس سے 4 مرتبان اچار کے تیار کر کے رکھے جاتے تھے۔ کہتے تھے کہ اگر سالن نہیں تو ان کو اچار لازمی دے دیں۔ مہمان کو بھی ضرور پیش کریں کیونکہ بعض سالن پسند نہیں کرتے۔

ایک دفعہ رات کے 1 بجے کے قریب محترم جہانگیر محمد جوئیہ صاحب مرحوم سابق امیر ضلع خوشاب ہمارے گھر تشریف لائے۔ ان سے تعارف کے بعد ان کو اندر ڈیرے پر لایا گیا۔ والد صاحب نے حسب معمول بھائی کو کھانا لانے کے لیے کہا تو انہوں نے بتایا کہ ہم نے آگے کام سے جانا تھا تو کسی وجہ سے تاخیر ہوگئی اور ہم نے ہوٹل پر کھانا کھا لیا ہے اور ان سے ہی دریافت کیا کہ یہاں کوئی احمدی رہتا ہے تو انہوں نے ہمیں آپ کا بتایا اس لئے تو ہم قیام کے لیے یہاں آگئے۔ والد صاحب نے ان کو کہا کہ جب آپ نے قیام کے لیے آنا تھا تو آپ کو کھانا بھی یہاں آ کر کھانا چاہیے تھا۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ ہم آئندہ خیال رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ معروف احمدی تھے اس لئے آپ کو سب جانتے تھے۔ غیر از جماعت دوست مہمانوں کو گھر پہنچایا کرتے تھے۔

جماعتی میٹنگ اور دیگر کئی مواقع پر 25 سے 30 افراد کے کھانے کا بھی انتظام کرنا معمول تھا۔ مربیان کرام کی ضلعی میٹنگ جس میں مکرم ناظر صاحب اصلاح وارشاد مقامی تشریف لائے، وہ بھی گڑھ موڑ پر منعقد ہوئی تو اس کے انتظامات بھی آپ نے کئے۔ ایک موقع پر محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب کی مہمان نوازی کا بھی موقع ملا۔ اس کے علاوہ بہت سارے بزرگان سلسلہ جن میں محترم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب، محترم حافظ مظفر احمد صاحب، محترم محمود احمد بنگالی صاحب، محترم نصر اللہ خان ناصر صاحب، محترم اشرف ضیاء صاحب، محترم مسعود سلیمان صاحب، محترم حافظ خالد افتخار صاحب، محترم ظفر احمد ناصر صاحب اور دوسرے بہت سارے واقفین زندگی شامل ہیں، کی خدمت کا موقع ملا۔

آپ پیغام حق پہنچانے کا کوئی موقع نہ چھوڑتے بلکہ خود مواقع پیدا کرتے۔ جو آدمی مشورہ لینے کے لیے آتا اس کی مہمان نوازی کے بعد اس کو پیغام حق پہنچاتے۔ ہم بچے تھے تو ہمیں کہتے نماز سناؤ، کلمہ سناؤ، درود شریف سناؤ جب ہم سنا دیتے تو کہتے آپ لوگ ان کو غیر مسلم کہتے ہو۔ آپ لوگ تو سرکاری مسلمان ہو اصل مسلمان تو ہم ہیں۔ اختلافی مسائل اور عقائد احمدیت پر کمال دسترس تھی۔ ہم نے آپ کو نہایت مؤثر انداز میں بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے بااثر آواز سے نوازا تھا اور اس وجہ سے مجمع کی توجہ اپنی طرف آسانی سے مبذول کروا لیتے تھے۔ آپ جو بھی حق بات ہوتی آپ بغیر کسی خوف کے کہہ دیتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے بحیثیت احمدی علاقہ میں ان کے کردار کی وجہ سے بہت عزت عطا کی تھی۔ ہم نے لوگوں کو علاقہ کی روایت کے مطابق جھک کر ان کے گھٹنوں کو ہاتھ لگا کر سلام کرتے دیکھا اور یہ بھی اکثر کہتے ہوئے سنا کہ ’’توں ساڈا ابا ایں‘‘ یعنی آپ ہمارے باپ کی طرح ہیں۔

اگر آپ کی نماز کا وقت ہو جاتا تو مشورہ لینے والے مہمان کو کہتے کہ میری نماز کا وقت ہوگیا ہے ہم نماز پڑھنے لگے ہیں۔ آپ بھی نماز پڑھ لیں۔ آپ کا جو بھی مسلک یا عقیدہ ہے آپ وضو کروا اور اپنی نماز پڑھ لو۔ میں نے اکثر یہ کہتے ہوئے بھی سنا ہے کہ میرے گھر میں بے نمازی کوئی نہیں رہتا۔ میں، میری بیوی، بہوئیں، بیٹیاں اور بیٹے سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے نماز پڑھ کر سوتے ہیں۔ اس لیے آپ بھی نماز پڑھ لیں۔ آپ کی پابندیٔ نماز کا یہ عالم تھا کہ میں نے بارہا سنا ہے کہ آپ کہا کرتے تھے کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالی ہے نماز ترک نہیں کی اور یہ حدیث بھی پڑھا کرتے تھے کہ مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ جِهَارًا۔ ہم بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ آپ نے بہت توجہ سے نماز کو قائم کیا۔ آخری بیماری میں آپ مسجد نہیں جاسکتے تھے تو گھر پر ہی نماز ادا کرتے تھے۔ آپ کے دوست محترم عبدالعزیز مجاہد صاحب آپ کے پاس رہتے تھے۔ انہوں نے نماز ادا کر کے آنا اور بتانا کہ میں مسجد سے نماز پڑھ کر آیا ہوں تو والد صاحب گھر پر ہی نماز پڑھ لیتے۔ آپ کی وفات جمعہ کے روز مغرب سے چند منٹ قبل ہوئی۔ اس روز جمعہ کی نماز کے ساتھ نماز عصر جمع ہوگئی تھی۔ مکرم مجاہد صاحب نے آ کر بتایا کہ نمازیں جمع ہوگئیں ہیں تو آپ نے میرے سامنے لیٹے ہوئے پہلے نماز ظہر ادا کی اور پھر نماز عصر ادا کی۔ گویا اپنی زندگی کی آخری نماز بھی ادا کر کے گئے۔

سال 1984ء میں جب حالات خراب ہوئے تو ایس ایچ او صاحب دو سپاہیوں کے ساتھ ہمارے گھر آئے اور کہا کہ مجھے آپ کی حفاظت کے لیے ہدایت ملی ہے۔ حالات اچھے نہیں ہیں۔ آپ نے ان کو سمجھایا کہ میں گورنمنٹ سروس کرتا ہوں، میرے بیوی بچے ہیں، میرے نوکر ہیں اور میری گائے بھینس ہیں، آپ کس کس کی حفاظت کریں گے؟ آپ ان لوگوں کو سمجھائیں۔ ہم کام چھوڑ کر تو نہیں بیٹھ سکتے۔ ہماری حفاظت ہمارا خدا کرے گا۔ والد صاحب اس بات سے بھی فکر مند تھے کہ یہ ہماری آمد و رفت پر نظر رکھیں گے۔ ان کا یہاں ہونا اچھا نہیں ہے لیکن ایس ایچ او صاحب بضد تھے اور وہ ان دو سپاہیوں کو چھوڑ گئے۔ خیر وہ رات کو سو گئے اور صبح فجر کے وقت والد صاحب نے اپنے دو بیٹوں کو ساتھ لیا اور ان سپاہیوں کو اٹھایا کہ فجر کا وقت ہوگیا ہے۔ یہ جائے نماز اور لوٹا لو اور اپنی نماز پڑھ لو۔ سپاہیوں کے لیے یہ حیران کن تھا۔ انہوں نے کچھ لیت ولعل کی تو آپ نے کہا کہ اگر یہاں رہنا ہے تو آپ کو نماز پڑھنی پڑے گی۔ وہ دونوں کچھ دیر بعد وہاں سے چلے گئے۔

میں چھٹی جماعت کا طالب علم تھا۔ مجھے میرے سکول ٹیچر نے کہا کہ آپ

کے لیے وظیفہ آیا ہے۔ یہ میناریٹیز کے لیے سکالرشپ تھی۔ میں بچہ تھا، میں نے آ کر والد صاحب کو بتایا کہ وظیفہ ملنا ہے اور وہ پوچھ رہے ہیں کہ آپ نے لینا ہے؟ والد صاحب نے کہا کہ میں آپ کے سکول جاؤں گا۔ والد صاحب بہت خوش لباس تھے۔ آپ ہمیشہ سر پر پگڑی، شیروانی اور کھسہ پہنا کرتے تھے جو کہ آپ کی ایک پہچان تھا۔ آپ نے اپنا لباس زیب تن کیا اور میرے سکول چلے گئے۔ جا کر ہیڈ ماسٹر صاحب کو ملے اور باقی سکول ٹیچر بھی وہاں موجود تھے۔ آپ نے ان کو نہایت اچھے طریق سے احمدیت کا پیغام پہنچایا اور ان کو بتایا کہ میں یہاں لمبے عرصہ سے رہ رہا ہوں۔ آپ نئے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے نادار لوگوں کی مدد کرتا ہوں۔ اگر کسی غریب بچے کی فیس وغیرہ کا مسئلہ ہو تو مجھے بتائیں۔ جماعت احمدیہ کے عقائد انہیں بتائے اور کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی پیروی کرتے ہیں اور اسطرح یہ موقع بھی پیغام حق پہنچانے کا ضائع نہ کیا۔

ایک دفعہ والد صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی۔ آپ ایک نئے ڈاکٹر صاحب کے پاس گئے۔ میں والد صاحب کے ساتھ تھا۔ ڈاکٹر صاحب کچھ متعصب تھے۔ آپ نے جا کر حسب معمول السلام علیکم کہا تو ڈاکٹر صاحب نے آگے سے کہا کہ آپ آئین پاکستان کے تحت اَلسلام علیکم نہیں کہہ سکتے ہیں۔ اس پر آپ نے فوراً کہا کہ ڈاکٹر صاحب! میں نے تو آئین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت آپ کو السلام علیکم کہا ہے۔ آپ آئین پاکستان کو مانتے ہیں جبکہ میں آئین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہوں۔ اس پر ڈاکٹر صاحب خاموش ہوگئے۔

آپ باعمل اور صاف گو انسان تھے جس کا غیر از جماعت بھی اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ ایک دفعہ ایک بہت بڑے زمیندار جو کہ قریشی فیملی کا تھا، جائیداد کا تنازعہ پیدا ہوگیا۔ یہ اہل تشیع تھے۔ ایک فریق نے والد صاحب کو اپنا ثالث بنانے کا عندیہ دیا اور دوسرے فریق نے سید مہدی حسین شاہ صاحب کو ثالث بنانا چاہا۔ سید مہدی حسین شاہ صاحب اہل تشیع میں ایک بلند مقام رکھتے تھے اور مسجد کے امام اور پیر تھے۔ سید مہدی حسین شاہ صاحب ہمارے گھر والد صاحب کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ یہ معاملہ اس طرح ہے۔ میں اپنی طرف سے بھی آپ کو ثالث کرتا ہوں کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ آپ صرف انصاف پر مبنی ہی فیصلہ کریں گے۔ چنانچہ والد صاحب کو واحد ثالث مقرر کیا گیا۔ والد صاحب نے 6 ماہ کیس کی سماعت کی۔ ہر پیشی پر تقریباً پچاس سے ساٹھ مہمانان ہوتے جن کی مہمان نوازی بھی کی جاتی اور انکو پیغام حق بھی پہنچایا جاتا۔ عدالت نے بھی اس فیصلہ کو برقرار رکھا۔

آپ چندہ کی ادائیگی میں نہایت باقاعدہ تھے۔ بڑی فکر کے ساتھ چندہ وصیت کی ادائیگی کرتے۔ اپنی زندگی میں ہی آپ نے اپنی جائیداد کی تشخیص کروا کر حصہ جائیداد ادا کر دیا تھا۔ اپنی اولاد کو بھی اس کی تلقین کرتے اور کوشش کرتے تھے کہ جب بھی کوئی آمد آتی تو سب سے پہلے اس میں سے چندہ کی رقم الگ کرتے۔ پنشن کی رقم لے کر آتے تو سب سے پہلے چندہ وصیت کی ادائیگی کرتے۔ بیماری کے ایام میں جب مسجد نہ جاسکتے تو پنشن آنے پر رقم بھجوا کر رسید کٹواتے۔ اس کی تلقین لوگوں کو بھی کرتے۔ جب کاشتکاری کرواتے تو بعض دفعہ لوگ کہتے کہ رانا صاحب آپ کی فصل کی پیداوار زیادہ کیوں ہوتی ہے تو آپ کہتے کہ میں اس میں سے سولہواں حصہ خدا کی راہ میں دیتا ہوں اس لیے اس کی پیداوار بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ہمیں بھی بتاتے کہ رزق میں برکت کا یہی ذریعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زیادہ سے زیادہ خرچ کرو۔

حقوق العباد کا بہت زیادہ خیال رکھا کرتے۔ بلکہ یہ کہتے تھے کہ بندوں کے حقوق زیادہ توجہ سے ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو معاف کر دیتا ہے لیکن بندوں کے حقوق کی حفاظت ضروری ہے۔ ذاتی طور پر اور اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کر کے بھی آپ نے ہمیشہ ضرورت مندوں اور کمزوروں کی مدد کی۔ کسی نے بھی مدد چاہی تو اس کو اس کی توقع سے بڑھ کر دیا۔ پھر اس سے مسلسل رابطہ رکھ کر اس کی مشکل کے بارے میں بھی دریافت کرتے۔ ہر ہمسائے کی خوشی اور غمی میں سب سے پہلے پہنچے اور مدد کرتے۔ اگر کسی کی وفات ہوجاتی تو سب سے پہلے کھانا ان کے گھر والد صاحب نے پہنچایا۔ اسی طرح غریب بچیوں کی شادی میں بہت مدد بھی کی۔ اگر کسی نے زمین وغیرہ کے معاملات میں مشورہ چاہا تو اس کی ساری بات سن کر اس کو مشورہ دیا۔ اگر کسی کے پاس بھجوانا مقصود ہوتا تو اس کو چھٹی لکھ کر دیتے کہ یہ غریب آدمی ہے، اس کی مدد کر دیں۔

ایک دفعہ ایک غریب شخص جو مٹی کے برتن بنانے کا کام کرتا تھا، اس نے کچھ رقم جمع کر کے ایک دکان خریدنا چاہی۔ جس شخص سے سودا ہوا وہ شخص کافی اثر و رسوخ والا تھا اور والد صاحب کا دوست بھی تھا۔ وہ لالچ کی وجہ سے اس غریب آدمی سے بھی رقم لے چکا تھا اور دکان کسی اور کو فروخت کرنا چاہتا تھا۔ وہ والد صاحب کے پاس آیا کہ میری مدد کریں۔ آپ نے فوری طور پر اس کو خط لکھ کر دیا کہ میرے جاننے والے وکیل صاحب کے پاس جاؤ اور فوری سٹے آرڈر لے آؤ۔ میں کچھ کرتا ہوں۔ جب وہ سٹے آرڈر لے آیا تو والد صاحب نے دکان مالک کو بھی سمجھایا کہ وہ غریب اور کمزور شخص ہے اور اصل حقیقت کا تمہیں بھی علم ہے۔ اس لیے کسی کا حق نہ مارو۔ آپ نے غریب آدمی کو پہلے قانونی طور پر محفوظ کیا اور پھر حکمت کے ساتھ مالک کو سمجھایا۔ اس طرح معاملہ سلجھ گیا اور دُکان اس کو مل گئی۔ وہ بہت دعائیں دیتا رہا۔ جب والد صاحب بیمار ہوئے اور اس کو علم ہوا تو حال دریافت کرنے آیا کرتا تھا۔ اسی طرح بہت سے غیر از جماعت دوستوں کے خیریت دریافت کرنے کے لیے فون آنے لگے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو کیسے علم ہوا تو اس پر انہوں نے بتایا کہ آپ کی طبیعت کے بارے میں ہم نے اس سے سنا تھا کہ آپ علیل ہیں۔

جب والد صاحب نے 2006ء میں اپنی بیماری کی وجہ سے ربوہ ہجرت کی تو ہم نے لوگوں کو زار و قطار روتے دیکھا۔ بہت ساری عورتوں نے کہا کہ ہمارا باپ جارہا ہے۔ کسی نے کہا کہ آپ کو یہاں کوئی تکلیف ہے تو ہم دور کر دیتے ہیں۔ آپ نہ جائیں۔

یہ آپ کا اخلاق تھا اور احمدیت کی تعلیم تھی کہ اُس نے لوگوں کو اپنا گرویدہ کرلیا تھا۔ ایک دفعہ ایک مولوی صاحب جھنگ سے آ کر علاقہ کی مسجد میں احمدیت کے خلاف بولنے لگے۔ جب والد صاحب کا نام لیکر اس نے کہا کہ ان سے کوئی نہ ملے اور مقاطع کریں تو وہاں پر موجود ایک شریف النفس سکول ٹیچر نے ہمت کی اور کہا مولوی صاحب! ہم یہاں بڑے امن کے ساتھ رہ رہے ہیں اور میں اس چیز کا گواہ ہوں کہ ہمیں جس چیز کی بھی ضرورت پڑی ان کے گھر سے ہی ملی۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ان کا مقاطع کریں پھر آپ کوئی ذریعہ بھی بتا دیں کہ ہم کہاں جائیں؟ اس لیے آپ مہربانی کریں اور نفرت نہ پھیلائیں۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر بلند حوصلہ دیا تھا کہ اس پر رشک آتا ہے۔ ایک دفعہ کسی مولوی نے سپیکر پر نام لیکر نفرت انگیز تقریر کی۔ ہم کچھ خوف زدہ تھے کہ لوگوں کا اس پر کیا ردعمل ہوگا۔ آپ بغیر کسی خوف کے حسب معمول اپنا باوقار لباس، پگڑی، کھسہ اور شیروانی زیب تن کر کے بازار کے لیے تیار ہوگئے۔ میری والدہ صاحبہ نے کہا کہ آپ آج نہ جائیں تو کہنے لگے کہ اگر ہم ان سے ڈر گئے تو پھر یہ ہمیں گھر میں بھی نہیں رہنے دیں گے۔ ہم آپ کے پیچھے اور آپ آگے آگے سب کو سلام کرتے بازار گئے۔ اپنے دوستوں کو ملے بلکہ انہوں نے اظہار کیا کہ رانا صاحب! یہ مولوی بس اپنے رزق کے لیے ایسی حرکتیں کرتے ہیں۔ ہمیں تو سارا علم ہے کہ حقیقت کیا ہے۔

محترم والد صاحب الفضل کا روزانہ مطالعہ کرتے۔ ہمیشہ الفضل اپنی واسکٹ کی جیب میں رکھتے اور دوستوں کو پڑھ کر سناتے۔ مجھے یاد ہے کہ محرم الحرم کے ماہ کے آغاز میں والد صاحب اپنے جاننے والے ایک مشہور شیعہ تاجر کے پاس گئے تو والد صاحب نے اپنی جیب سے الفضل نکال کر اسے دیا جس کے صفحہ اول پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں تحریرات درج تھیں۔ تحریرات کو پڑھنے کے بعد اس تاجر نے کہا کہ جو مرزا صاحب نے لکھا ہے ہمارا بھی بالکل یہی عقیدہ ہے اور اس نے بڑی خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا۔

جب ڈش انٹینا کے ذریعہ ایم ٹی اے کی نشریات شروع ہوئیں تو اس وقت بڑی کوشش کر کے 12 فٹ کی ڈش لگوائی اور جس دن خطبہ سنا اس قدر خوش تھے کہ اب احمدیت کا پیغام گھر گھر پہنچے گا۔ خطبہ کے وقت اہتمام کر کے غیر از جماعت دوستوں کو بلوا کر خطبہ سناتے اور کہتے خود سن لیں کہ ہمارے امام ہمیں کیا تعلیم دیتے ہیں۔

جلسہ سالانہ کے پروگرام کے حوالے سے دوستوں کو پہلے سے شیڈول دے آتے اور آنے کی دعوت دیتے کہ آپ آ کر ہمارے جلسہ میں شامل ہوں اور تقاریر سُنیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک کثیر تعداد جلسہ پر ہمارے گھر جمع ہوجاتی تھی۔ پردہ میں غیر از جماعت عورتوں کو بھی جلسہ سنایا جاتا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی تصاویر غیر از جماعت دوستوں کو دیکھاتے اور کہتے کہ غور سے دیکھ لیں۔ یہ وقت کے امام کی تصویر ہے۔ اگر صاحب بصیرت ہو تو بتاؤ کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ ہوسکتا ہے؟۔ ڈیرہ پر ہی نماز سنٹر تھا جو ہر آنے والے کو نظر آتا تھا۔ نماز سنٹر میں کلمہ طیبہ تحریر کروایا۔ ایک دیوار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ اشعار لکھوائے۔ ے

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمد ﷺ دلبر مرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

ہر آنے والا یہ اشعار پڑھتا تو اس طرح اُسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچ جاتا۔ والد صاحب فرماتے کہ یہ حضور علیہ السلام کا اپنا کلام ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ ’’وہ ہے

میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے‘‘۔آپ لوگ ہم پر جو الزام لگاتے ہیں وہ توسراسر جھوٹ پر مبنی ہیں۔

میرے محترم والد صاحب کا خلافت سے پختہ تعلق تھا اور آپ نے اپنی اولاد کو سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کی تعلیم دی کہ جو لفظ خلافت کی منہ سے نکلے فی الفور اس کی تعمیل میں لگ جاؤ۔ خلافت ثالثہ میں ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ شکار کے لیے عنایت بنگلہ لیہ تشریف لے گئے۔ گڑھ موڑ جہاں والد صاحب مقیم تھے، عنایت بنگلہ لیہ کے راستہ میں آتا تھا۔ تایا جان مکرم ناصر احمد بہادر شیر افسر حفاظت تھے۔ ان کے ذریعہ معلوم ہوگیا تو والد صاحب دو احمدی دوستوں کے ہمراہ وہاں پہنچ گئے۔

چونکہ یہ نجی دورہ تھا تو جماعتوں کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ انتظامیہ نے ان کو دیکھ کر کہا کہ آپ کیوں آئے ہیں تو والد صاحب نے فرمایا کہ پروانوں کو دعوت نہیں دی جاتی۔ شمع کے گرد وہ خود ہی چلے آتے ہیں۔ حضور رحمہ اللہ نے جب والد صاحب کو دیکھا تو از راہ شفقت فرمایا کہ کاٹھگڑھی صاحب آپ کدھر تو عرض کی حضور جہاں سے آپ کی گاڑی لیہ کے لیے مڑی میں وہاں رہتا ہوں یہ جگہ دربار حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ کے پاس ہے۔حضورؒ نے فرمایا کہ اُن کی کوئی بات سناؤ۔ والد صاحب نے عرض کیا کہ حضور! وہ تو ایک بزرگ تھے تو حضورؒ نے فرمایا ان کو میں جانتا ہوں۔ ان کے گدی نشینوں کی بات سناؤ۔ والد صاحب کہتے کہ میں نے پنجابی میں کہا کہ حضور! وہ بہت جھوٹ بولتے ہیں۔ تو حضورؒ نے فرمایا کہ اس بزرگ کی ان کو کیا قدر ہے۔

اس دوران ایک رات بارش ہوگئی اور صفیں بھی باہر بارش میں گیلی ہوگئیں۔ فجر کے وقت حضورؒ باہر تشریف لائے تو والد صاحب نے اپنے ساتھ والے احمدی دوست مکرم چوہدری منور احمد وڑائچ صاحب سے چادر لیکر جائے نماز پر بچھادی۔ حضورؒ نے اس پر نماز پڑھائی اور پیچھے تین چار لوگوں نے نماز ادا کی جن میں سے ایک والد صاحب بھی تھے۔

خلافت رابعہ میں جب مباہلہ کا پمفلٹ تقسیم کیا۔ تو ایک اہل تشیع دوست سردار باقر علی خان صاحب جو بہت بڑے زمیندار تھے کسی کام سے والد صاحب کے پاس مورخہ 14۔ اگست 1988ء کو آئے۔ حسب معمول باتوں میں مباہلہ کا بھی بتایا۔ اہل تشیع بھی اس دور میں کافی تنگ تھے تو انہوں نے کہا کہ اب اس کا کیا بنے گا۔ والد صاحب نے کہا خان صاحب فرشتوں نے مسل تیار کر کے اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش کر دی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ لکھنا ہے دیکھیں وہ کب لکھتا ہے۔ 4 روز بعد خدا کی تقدیر نے فیصلہ کر دیا۔ اگلے دن خان باقر علی خان صاحب میرے والد صاحب کو ملے اور مذاقاً کہنے لگے میں پولیس اسٹیشن جارہا ہوں والد صاحب نے کہا کیوں؟ تو انہوں نے کہا کہ آپ نے کہا تھا کہ فیصلہ ہونے والا ہے وہ ہوگیا ہے یہ آپ نے کروایا ہے۔ والد صاحب نے بتایا کہ یہ خدائی تقدیر تھی۔

ہمیں ہمیشہ کہا کہ جب بھی کوئی کام شروع کرو تو پہلے حضرت صاحب کو خط لکھو۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالتا ہے نیز فرماتے تھے خط لکھتے ہی دعا شروع ہوجاتی ہے۔ خود بھی ہمیشہ یہی عمل رہا۔

مجھے 2005ء میں قادیان جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کی سعادت ملی۔ مجھے نصیحت کی کہ سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر حاضر ہو کر میرا سلام پہنچانا۔ واپسی پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تفصیل پوچھی اور کہا تم سعادت مند ہو جو تمہیں یہ موقع میسر آیا ہے۔

پھر خود کوشش کی 2008ء میں ویزا لگ گیا لیکن ملکی حالات کی خرابی کی وجہ سے کوئی بھی پاکستانی شامل نہ ہوسکا تو والد صاحب بھی اس سال نہ جاسکے۔ پھر 2011ء میں قادیان تشریف لے گئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر حاضری دی خاکسار ساتھ تھا مجھے کہا یہ سعادت ہے کہ ہم مسیح آخر الزماں کے مزار پر حاضر ہیں جن کو سلام پہنچانے کی تاکید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔ مجھے بتایا کہ میں جوبلی کے جلسہ پر پارٹیشن سے پہلے حضرت المصلح الموعود کے دُور میں قادیان آیا تھا۔ کوشش کر کے تمام مقامات مقدسہ میں حاضری دی اور شکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت دوبارہ دی ہے۔

میرے چھوٹے بھائی عزیزم رانا منیب احمد خاں کی شادی یو کے میں ہوئی۔ اس میں ہماری فیملی سے کوئی شامل نہ ہوسکتا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت نکاح پڑھایا اور شادی کے دن از راہ شفقت اپنے دفتر سے دعا اور تحائف کے ساتھ رخصتی فرمائی۔ اس پر اس قدر خوش تھے کہ ان کی خوشی کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ آپ نے عزیزم کو بھی تسلی دی کہ تمہیں اب کسی کی بھی کمی کی ضرورت محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ ماں باپ سے بڑی اور بابرکت ہستی شامل ہوگئی ہے۔

آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک باثمر داعی الی اللہ تھے۔ آپ کو 40 سال تک صدر جماعت کی خدمت کی توفیق ملی۔ آپ تحصیل احمد پور سیال کی 4 جماعتوں کے امیر حلقہ تھے۔ آپ باقی جماعتوں کے لیے ڈھال کا کام کرتے رہے۔ ایک دفعہ کوٹ بہادر میں ہمارے مربی صاحب مکرم شکیل خان صاحب اور دو احمدی دوستوں پر ایف آئی آر ہوگئی۔ آپ پولیس اسٹیشن گڑھ مہاراجہ میں گئے تو وہاں بہت سارے مولوی حضرات بھی تھے۔ آپ نے السّلام علیکم کہا تو مولویوں نے شور کیا کہ ان پر بھی پرچہ کریں انہوں نے السّلام علیکم کہا ہے آپ نے کہا کہ میں نے تھانے دار کو کہا ہے تھانے دار صاحب نے کہا میں نے نہیں سنا۔ مولویوں نے کسی بات پر کہا آپ واجب القتل ہیں تو آپ نے کہا پھر دیکھ کیا رہے ہیں میں سامنے بیٹھا ہوں اگر ہمت ہے تو مجھے ہاتھ لگاؤ۔ آپ علاقہ میں صاحب اثر تھے آپ کے ساتھ غیر از جماعت دوست بھی تھے انہوں نے مولویوں کو چپ کروایا۔

علاقہ میں اچھے اثر و رسوخ کا یہ عالم تھا کہ الیکشن کے دنوں میں امیدوار یا اس کے نمائندے والد صاحب کے پاس آتے کہ ہمیں ووٹ چاہیے آپ بتاتے کہ ہم ووٹ کاسٹ نہیں کرتے تو وہ کہتے ہمیں علم ہے تاہم آپ کے زیر اثر افراد ہیں آپ ان کو کہیں گے تو وہ ہمیں ووٹ دے دیں گے۔

ہمارے ہاں ایک سرکاری ہسپتال کے ڈاکٹر صاحب جو ہارٹ کے حوالے سے اچھا تجربہ رکھتے تھے اور دربار حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ کے گدی نشین صاحبزادہ مجید سلطان صاحب کے پرسنل ڈاکٹر بھی تھے۔ والد صاحب نے وہاں ان سے علاج شروع کروایا تو لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کو بتایا کہ یہ احمدی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کسی وقت ملتان میں ایک احمدی ڈاکٹر صاحب کے زیر اثر رہے تھے اُن کو لوگوں کے بتانے پر والد صاحب سے اور بھی ہمدردی پیدا ہوگئی اور ان سے دوستی ہوگئی وہ گھر آ کر والد صاحب کو چیک کر جاتے تھے۔ ایک دفعہ میرے دو چھوٹے بھائی عزیزم نوید احمد اور منیب احمد ان کے پاس ملنے گئے عین اس وقت ڈاکٹر صاحب کو دربار حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ کے گدی نشین صاحبزادہ حاجی مجید سلطان صاحب کا فون آیا کہ ان کی طبیعت اچھی نہیں جلدی آئیں۔ ڈاکٹر صاحب نے فوری ای سی جی مشین وغیرہ گاڑی میں رکھی اور ان دونوں کو بھی ساتھ بٹھا لیا اور کہا چلیں اسی بہانے آپ کو ملاقات بھی کروادوں گا۔ (یہ ذہن میں رہے کہ کسی دربار کے گدی نشین سے ملنا ہر شخص کے لیے ممکن نہ ہے) اور ڈاکٹر صاحب نے ملاقات کے کچھ آداب بھی سمجھانے شروع کیے۔ جو ان کی طبیعت پر ناگوار گزرے تاہم برداشت کیا۔ سیکورٹی چیکنگ کے بعد اندر بتایا گیا کہ ڈاکٹر صاحب کے ساتھ دو لڑکے بھی ہیں انہوں نے کہا اگر ڈاکٹر صاحب تسلی دیتے ہیں تو آنے دیں۔ ڈاکٹر صاحب نے جھک کر سلام کیا اور ساتھ انہوں نے بھی سلام کیا اور ڈاکٹر صاحب نے چیک اپ شروع کر دیا۔ یہ بیٹھ گئے دوران چیک اپ حاجی مجید سلطان صاحب نے پوچھا کہ یہ لڑکے کون ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا یہ مجھے ملنے آئے تھے یہ اسٹوڈنٹ ہیں۔ میں نے کہا چلیں آپ کی ملاقات بھی کروادوں اور ساتھ والد صاحب کا نام لیا کہ یہ گڑھ موڑ سے رانا عبدالحکیم خاں پٹواری صاحب کے بیٹے ہیں۔ اس پر حاجی صاحب نے ان دونوں سے کہا آپ رانا پٹواری صاحب کے بیٹے ہیں؟ میرا اپنے ابو کو سلام کہنا۔ میں نے ان کا ایک کام کیا تھا۔ یعنی حاجی صاحب ڈاکٹر صاحب کو چھوڑ کر ان سے براہ راست مخاطب ہوگئے۔ بعد میں ڈاکٹر صاحب نے بھائیوں سے کہا کہ حاجی صاحب تو آپ کے والد صاحب کو بڑی اچھی طرح جانتے تھے۔ آپ نے بتایا نہیں۔ گھر آ کر والد صاحب سے ذکر کیا تو والد صاحب نے بتایا کہ میرا ذاتی تعلق رہا ہے میں نے ان کے کئی کام کیے ہیں اور انہوں نے بھی میرا ایک کام کیا تھا جو کافی مشکل تھا۔

آپ کا یہ تعلق الحمد للہ علاقہ میں احمدیت کے لیے کافی فائدہ مند رہا ہے۔ 2019ء میں چک نمبر 3-L/5 کی جماعت کے ایک احمدی پر کیس کر دیا گیا۔ تو آپ نے اپنے ایک عزیز سے ایم پی اے کو فون کروایا کہ ایم پی اے کو میرا تعارف کروانا کہ اس کے والد صاحب مجھے اچھی طرح جانتے تھے یہ بھی مجھے شاید پہچانتا ہوگا۔ اس کو کہو کہ اس مسئلہ کو عقلمندی سے حل کروادے۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے پیغام دیا ہے ایم پی اے صاحب نے کہا کچھ وقت دے دیں میں حل کروادوں گا۔ چنانچہ کچھ دنوں بعد معاملہ ختم کروادیا گیا۔

آپ غیر از جماعت عزیزوں سے بہت تعلق رکھتے تھے اور ان کی بے لوث خدمت کرتے تھے۔ اس وجہ سے وہ بھی والد صاحب کی بہت عزت کرتے تھے۔ ہر خوشی میں دعوت دیتے اور غمی کی اطلاع دیتے تھے۔ جیسا کہ غیر احمدی ختم، چالیسواں وغیرہ کرتے ہیں۔ ایک چالیسواں پر دو تین سو افراد اکٹھے تھے والد صاحب بھی گئے مولوی صاحب کو یہ اچھا نہیں لگا اور اس نے کہا کہ آپ نے جب کلام نہیں بخشنا تو آپ آئے کیوں ہیں آپ نے بلند آواز میں کہا مولوی صاحب یہ میرا عزیز فوت ہوا ہے آپ کا نہیں۔ اس لیے میں آیا ہوں جب آپ کا فوت ہوگا تو نہیں آؤں گا۔ لیکن آج تم مجھے یہ بتاؤ کہ ان سادہ لوح لوگوں کو کیوں بے وقوف بنایا ہوا ہے۔ یہ بتاؤ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے فوت ہوئے اور صحابہ فوت ہوئے کیا کسی ایک کا چالیسواں ختم وغیرہ آپ نے کیا ہے۔ مولوی نے کہا نہیں لیکن یہ

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

توثواب کا کام ہے۔ والد صاحب نے کہا یہ کیسا ثواب ہے جس کو آنحضرتؐ نے پسند نہ فرمایا؟اس فیملی نے ادھار لیکر یہ سب اہتمام کیا ہے۔ میں نے ان کو چاول گھی وغیرہ ادھار لیکر دیئے ہیں۔ کچھ خدا کا خوف کرو دین میں یہ بگاڑ پیدا نہ کرو۔ چونکہ وہ مولوی جن لوگوں کے ختم پر آیا تھا وہ والد صاحب کی بے انتہا عزت کرتے تھے اس لیے مولوی کی وہاں کسی نے نہ سنی۔ اللہ تعالی نے آپ کو کمال کا حافظہ عطا کیا ہوا تھا۔آپ کو قرآن کریم کی بہت ساری سورتیں زبانی یاد تھیں۔ درثمین ساری زبانی یاد تھی۔ کافی احادیث زبانی یاد تھیں۔ باجماعت نمازیں، جمعہ اور عیدین اور نماز تراویح پڑھاتے تھے۔

سلسلہ کے بزرگان اور مربیان کرام کا بے انتہا احترام کیا کرتے تھے۔ کہا کرتے تھے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہیں۔ واقفین زندگی کی مہمان نوازی میں آپ کا الگ ہی رنگ ہوتا تھا بعض مربیان پہلی دفعہ جامعہ سے پاس ہو کر فیلڈ میں تعینات ہوتے تھے ان کی عزت و احترام میں بھی کسی رنگ میں کمی نہیں آنے دیتے تھے یہ کہتے تھے دیکھو یہ بھی کسی کے بیٹے ہیں جو اپنا گھر چھوڑ کر دین کے لیے آپ کے پاس آئے ہیں۔ ان کی عزت اور مہمان نوازی میں کوئی کمی نہیں آنی چاہیے۔ بس سٹاپ سے کچھ فاصلہ پر ہمارا گھر تھا مہمان کی واپسی پر ہماری ڈیوٹی ہوتی تھی کہ مہمان کے سامان کو بس سٹاپ پر پہنچا کر اس کو اس کی سواری پر سوار کروایا جائے تا کہ مہمان کو کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ ہو۔

آپ کی ایک خوبی یہ تھی کہ آپ کو اپنے والدین سے بے انتہا محبت تھی۔ ہر موقع پر ان کو یاد کرتے اور انکی نیکی کو بیان کرتے تھے۔ ان کے لیے دعا گو رہتے تھے کہ ان کی تربیت کی بدولت میں نے زندگی میں آسانی پائی ہے۔

ایک دفعہ میں نے پوچھا کہ آپ نے کوئی جائیداد کیوں نہ بنائی جب کہ آپ خود محکمہ مال میں تھے۔تو مجھے جواب دیا بیٹا میں نے عزت کمائی ہے اور آپ کو حلال رزق کھلایا ہے آپ کو تعلیم دلوادی ہے آپ اب خود بنا لینا۔ میں اس بات کا گواہ ہوں کہ پیسہ سے قطعاً محبت نہ کی۔ جب بھی آمد ہوتی چندہ وغیرہ دینے کے بعد ساری خرچ کر دیتے۔ کسی سوالی کو خالی ہاتھ واپس نہیں کرتے تھے۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالی کا یہ سلوک ان کے ساتھ نمایاں تھا کہ جب بھی کوئی ضرورت پیش آئی اللہ تعالیٰ نے خود اپنے فضل سے اس کا سامان پیدا کر دیا۔ خدا تعالیٰ کے ان فضلوں کے ہم سب شاہد ہیں۔

سال 2016ء میں آپ جمعۃ المبارک کی ادائیگی کے لیے مسجد گئے ہوتے تھے بعد ادائیگی نماز وہیں پر برین ہیمرج کا اٹیک ہوا۔ خاکسار آپ کو فوری طور پر طاہر ہارٹ انسی ٹیوٹ لیکر گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے چیک کرنے کے بعد کہا یہ اس وقت قومہ میں چلے گئے ہیں۔ ہم ان کو خوراک اور یورن کی نالی لگا دیتے ہیں آپ فوری طور پر فیصل آباد لے جائیں۔ میرے ایک عزیز محترم بشارت احمد صاحب کارکن جامعہ احمدیہ یوکے کا فون آیا۔ میں نے ان کو حضور انور کو دعا کے لیے لکھنے کا کہا۔ میں ایمبولینس کا انتظام کر کے فوری طور پر فیصل آباد نکلنے لگا تھا کہ ان کا فون آیا کہ میں نے پرائیوٹ سیکرٹری صاحب کے دفتر میں دعا کے لیے لکھوا دیا ہے۔ اللہ فضل کرے گا۔ یہاں ربوہ میں مسجد کے سارے نمازی تقریباً 150 افراد کے قریب بھی دعائیں کر رہے تھے۔

وہ مریض جس کے جسم کا کوئی حصہ حرکت نہیں کر رہا تھا اور قومہ میں تھا۔ ابھی ایمبولینس چنیوٹ میں داخل ہوئی تو میرے ساتھ فیضان احمد صاحب زعیم خدام الاحمدیہ تھے انہوں نے کہا انکل ہاتھ ہلا رہے ہیں میں نے کہا نہیں غالباً گاڑی کے جھٹکے ہیں۔تھوڑی دُور جانے کے بعد مجھے بھی لگا کہ ٹانگ نے حرکت کی ہے۔ابھی ہم فیصل آباد میں داخل ہوئے ہی تھے کہ مجھے والد صاحب کی ہلکی سی آواز آئی۔ میں نے غور سے سنا تو کہہ رہے تھے کہ مجھے جھٹکے لگ رہے ہیں۔ جب ہم ہسپتال کی ایمرجنسی وارڈ میں پہنچے۔ ڈاکٹر صاحب کے پوچھنے پر آپ نے اپنا پورا نام رانا عبدالحکیم خاں بتایا۔ اور ڈاکٹر صاحب کے باقی سارے سوالات کے جواب بھی دیئے۔ جب نیورو فزیشن آئے تو انہوں نے تسلی دی کہ ایک کلاٹ آیا تھا جو اس وقت نہیں ہے۔ یہ بالکل تندرست ہیں آپ گھر جا سکتے ہیں۔ گھر آنے پر مجھے بڑے اطمینان سے کہا کہ یہ سب خلیفۃ المسیح کی دعا کی بدولت ہوا ہے اور یہ پڑھا کہ بدل دیتے ہیں تقدیریں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اکثر۔

آپ نے اس کے بعد فعال زندگی پائی۔مورخہ 8 مارچ 2019ء کو پاؤں سلپ ہوا جس سے ٹانگ میں کھچاؤ کی تکلیف ہوئی۔ ڈاکٹرز نے بیڈ ریسٹ کا کہا۔ اس کے بعد بتدریج عوارض بڑھ گئے۔حرکت نہ کر سکنے کی وجہ سے یورن بیگ لگ گیا۔ لیکن یادداشت ٹھیک تھی اور خوراک بھی لیتے تھے۔ نمازیں وقت پر ادا کرتے رہے۔ کبھی لیٹ کر ادا کی اور کبھی کرسی پر بیٹھ کر ادا کی۔مئی میں طبیعت زیادہ خراب ہونے پر طاہر ہارٹ انسی ٹیوٹ ربوہ میں داخل ہوئے۔ وہاں کمزوری بڑھتی گئی۔خوراک کی نالی لگا دی گئی۔ کچھ طبیعت سنبھلنے پر گھر آگئے اور عید الفطر کے روز خود کہہ کر اپنا نیا سوٹ پہنا۔ بچوں کو عیدی دی۔خوراک نالی کے باوجود چمچ کے ساتھ کھائی۔ اور کہا کہ میرے بال بڑھ گئے ہیں یہ کٹوانے ہیں۔ خاکسار کو یہ سعادت ملتی رہی ہے کہ میں آپ کا خط خود بناتا تھا۔ میں نے بڑے بھائی جان کے ساتھ مل کر آپ کے بال کاٹے اور نہلایا۔ آپ نے اپنے بالوں کو ہاتھ سے پکڑ کر دیکھا اور کہا ٹھیک ہے۔ ہم سب مطمئن ہو گئے کہ اب الحمد اللہ طبیعت بہتر ہوگئی ہے۔ بظاہر ہمیں یہ محسوس ہو رہا تھا کہ ابوجان کی طبیعت اب بہتر ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے بھیدوں کو کوئی نہیں جانتا۔ وہ لمحہ جس سے کسی کو انکار نہیں آخر وہ لمحہ آن پہنچا۔مؤرخہ 7 جون 2019ء بروز جمعۃ المبارک شام 7 بج کر 10منٹ پر ہم سب موجود بہن بھائی آپ کے ارد گرد کھڑے تھے آپ نے اچانک ایک لمبا سانس لیا ہم نے آپ کو بلانا چاہا۔لیکن وہ اس لمبے سانس کے ساتھ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے تقریباً 90سال کی فعال عمر پائی اور اس نافع الناس وجود نے خدمت خلق اور حقوق العباد کی ادائیگی کو اپنی زندگی کا اولین مقصد سمجھا نیز حقوق اللہ کی ادائیگی کی بھرپور کوشش کی۔سینکڑوں دکھی دلوں کی ڈھارس بندھانے والا یہ نافع الناس وجود اب ہم میں موجود نہیں رہا۔آپ کی وفات کی خبر نے غیر از جماعت احباب، دوستوں اور عزیز و اقارب کی آنکھ کو آشکبار کر دیا۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

محترم والد صاحب کی خواہش تھی کہ انکی تدفین بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں ہو۔ اس خواہش کے پیش نظر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست کی گئی جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں تدفین کی اجازت مرحمت فرمائی۔آپ کی نماز جنازہ مورخہ 9 جون 2019ء کو بیت المبارک ربوہ میں محترم سید خالد احمد شاہ صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی ربوہ نے پڑھائی۔ احباب جماعت اور غیر از جماعت دوستوں کی کثیر تعداد نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔آپ کی تدفین ہونے پر محترم صاحبزادہ مرزا عدیل احمد صاحب اسسٹنٹ مشیر قانونی ربوہ نے دعا کروائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت مورخہ 26 جون 2019ء کو بعد نماز عصر اسلام آباد یوکے میں آپ کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔

ایک شفیق باپ کے سایہ کی اہمیت کا احساس اور ان کے بچھڑنے کا دکھ ہر دن گزرنے کے ساتھ بڑھتا جا رہا ہے۔آپ نے اولاد کی ہر لحاظ سے ایسی تربیت کی کہ قدم قدم پر یہ دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالی ان کو کروٹ کروٹ جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا کرے۔آمین ثم آمین

☆...☆...☆

| 11 دسمبر 2020ء | | طلوع فجر | غروب آفتاب |
|---|---|---|---|
| مکہ مکرمہ | | 05:27 | 17:40 |
| مدینہ منورہ | 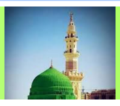 | 05:32 | 17:34 |
| قادیان | | 05:51 | 17:25 |
| ربوہ | | 05:31 | 17:05 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | 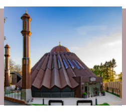 | 06:28 | 15:55 |